

اُسوۂ حسنہ
علیہ السلام
(سید سلیمان ندوی)

01

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
اُسوۂ حسنہ	اچھا نمونہ، بہترین نمونہ مراد ہے حضور ﷺ کا قول و فعل، زندگی گزارنے کے لیے راہ نمائی کا بہترین نمونہ
کتاب	اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید مراد ہے
سنت	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کا قول و فعل یا طریقہ
حدیث	رسول اکرم ﷺ کے اقوال، احکام اور افعال
بحرین کا خزینہ دار	خلیج فارس اور بحیرہ عرب کے سنگم پر، قطر اور سعودی عرب کے درمیان پانچ جزائر پر مشتمل ملک بحرین کہلاتا ہے۔ کسی زمانے میں موتیوں کی تجارت کا مرکز تھا العلامین الحضری نے کچھ جزائر فتح کیے اور وہاں کا خزانہ رسول ﷺ کے حضور بھیجا۔ آپ ﷺ نے اسے ملی امانت سمجھتے ہوئے قوم پر خرچ کیا، اپنی ذات پر نہیں۔
معرکہ احد	مدینہ منورہ سے چار میل شمال میں احد نامی پہاڑ ہے جہاں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان شوال 3 ہجری میں جنگ ہوئی۔ آپ ﷺ کے حکم پر عمل نہ کرنے کے باعث مسلمانوں کو نقصان ہوا۔
بدر	مدینہ سے 80 میل شمال میں شام کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہ کے پاس واقع بدر کا میدان ہے۔ رمضان 2 ہجری میں یہاں مسلمانوں اور کفار کا پہلا معرکہ ہوا۔
بنو نظیر	مدینہ کا ایک جنگ جو یہودی قبیلہ، اس کی عہد شکنی اور شرارتوں سے تنگ آ کر مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔
خیبر	مدینہ سے 60 میل شمال میں خیبر یہودیوں کا بڑا مرکز تھا۔ ان کی سازشوں سے تنگ آ کر رسول ﷺ نے خیبر کے چھ قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، یہاں کی زمینوں کا نصف مسلم حکومت کو ملا۔
فدک	خیبر کے قریب یہودی قبیلے کے رہنے کا مقام۔ یہاں کے یہودیوں نے نصف پیداوار دینے کی شرط پر صلح کر لی۔ یہاں کی آمدنی آپ ﷺ اور بنو ہاشم کے لیے مخصوص کر دی گئی۔
صفہ کا معلم قدس	مسجد نبوی ﷺ کے صحن کا وہ چبوترہ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعلیم حاصل کرتے تھے، صفہ کہلاتا ہے۔ آپ ﷺ یہاں تقدیس کی تعلیم دیتے۔ اس لیے انھیں صفہ کا معلم قدس کہا گیا ہے۔

شعبہ ابی طالب	کفار مکہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اہل خاندان کا معاشرتی مقاطعہ کیا جو تین سال جاری رہا۔ اس دوران آپ ﷺ کا خاندان مکہ کے قریب پہاڑ کی گھاٹی میں مقیم رہا۔ جسے شعبہ ابی طالب کہتے ہیں۔ چند رحم دل قریش کے افراد کی رحم دلی سے یہ بایکٹ ختم ہوا۔
حنین	مکہ اور طائف کے درمیان وادی کا نام جہاں ۸ ہجری میں مسلمانوں اور قبیلہ ہوازن کے درمیان جنگ ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔
شارع	شریعت لانے والا، صاحب شرع
لغوی	لغت کے مطابق، لغت سے منسوب
حلقہ اطاعت	پیروی کرنے والوں کا حلقہ یا جماعت
سپہ سالار	فوج کا سربراہ
زاہد	متقی
عابد	عبادت گزار
مجاہد	جہاد کرنے والا
اہل و عیال	بیوی بچے
سوداگر	تاجر، بیوپاری
اصناف	اقسام
عالم گیر	دنیا پر چھایا ہوا
افعال جسمانی	مختلف جسمانی حالتوں میں انسان سے جو افعال سرزد ہوں۔
اخلاق فاضلہ	اعلیٰ اخلاق، عادات اور رویے
توکل	(اللہ پہ) بھروسا
شکر	نعمتوں سے نوازنے والے کے احسانات پر ممنون ہونا۔
تقدیر	اندازہ، قسمت، نصیب
قناعت	اللہ جو عطا کرے اس پر راضی رہنا
استغنا	بے نیازی
جود	سخاوت

خواص	خاطر مدارت
مسکنت	غربت، عسرت
سوانح	زندگی کے حالات و واقعات
نجر اسود	جنت سے لایا گیا سیاہ رنگ کا پتھر، طواف کعبہ کے وقت زائرین/حجاج کرام اسے بوسہ دیتے ہیں۔
واعظ	نصیحت کرنے والا
ریق القلبي	نرم دلی، رحم دلی
آفتاب عالم تاب	تمام دنیا کو منور کرنے والا سورج
ابر باران	بارش برسانے والا بادل

(پورڈ 11, 16, 18-2007)

خلاصہ:

یہ سیل میں مذکور مشہور محقق مورخ عالم دین اور اعلیٰ پائے کے ارباب تھے۔ اس سبق میں انہوں نے رسول پاک ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالی ہے۔

ہر مذہب نے اپنے ماننے والوں کو بتایا کہ اگر وہ اللہ کی محبت کے اہل بننا چاہتے ہیں تو اس مذہب کے بانی کی عمدہ نصیحتوں پر عمل کریں لیکن اسلام نے تمام مذاہب سے بہتر طریقہ اختیار کیا۔ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے عملی نمونے کی پیروی کرنے کو محبت الہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اسلام میں قرآن مجید کے ساتھ سنت نبوی ﷺ اہم ہے جو احادیث کی صورت میں موجود ہے۔ اسلام انسانی زندگی کی فلاح کے لیے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کی دعوت دیتا ہے۔

معاشرتی زندگی میں انسان مختلف حیثیتوں کا مالک ہوتا ہے کہ دنیا کی بنیاد ہی اختلاف عمل پر ہے۔ اس میں بادشاہ، حاکم، محکوم، قاضی، سپہ سالار، غریب، امیر، زاہد، عابد، مجاہد، تاجر، سوداگر، امام اور پیشوا، کبھی لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اور اسی تنوع اور رنگارنگی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ کوئی انسان جس حیثیت میں زندگی گزار رہا ہے اسے اپنی زندگی کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام بھی انسانوں کو اتباع رسول کی دعوت دیتا ہے کیوں کہ حضور ﷺ کی زندگی میں ہر ایک کے لیے درس عمل موجود ہے۔

انسان مختلف کام سرانجام دیتا ہے جس کے لیے اسے عملی نمونے کی ضرورت ہے جو حضور ﷺ کی سیرت میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہر انسان مختلف کیفیات سے دوچار ہوتا ہے۔ کبھی خوش، کبھی ناخوش، کبھی کامیاب، کبھی ناکام ہوتا ہے۔ ان مختلف کیفیات و جذبات میں ہمیں راہ نمائی کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ سے حاصل ہو سکتی ہے جو ہر انسانی گروہ کی ہر حالت میں ہر کیفیت میں صحیح راہ نمائی کر سکتی ہے۔ اسی طرح انسان کی مختلف حیثیتیں اور حالتیں بھی تقاضا کرتی ہیں کہ ان کے لیے ایک عملی نمونہ موجود ہو۔ اس سلسلے میں بھی سرورِ عالم ﷺ کی ہستی نمونہ عمل ہے۔ دولت مند کے لیے مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزانہ دار کی حیثیت سے، غریب کے لیے شعب ابی طالب کے محصور کی حیثیت سے، بادشاہ کے لیے سلطان عرب کی حیثیت سے، رعایا کے لیے قریش کے محکوم کی حیثیت سے، فاتح کے لیے بدر و جنین کے سپہ سالار کی حیثیت سے، ہارنے والے کے لیے معرکہ احد کے سالار کی حیثیت سے، معلم کے لیے صفہ کی درس گاہ کے معلم کی حیثیت سے، شاگرد کے لیے روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے کی حیثیت سے، فاتح کے لیے فاتح مکہ کی حیثیت سے، شوہر کے لیے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے خاوند کی حیثیت سے، باپ کے لیے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد اور حسین رضی اللہ عنہ کے نانا کی حیثیت سے تمام انسانی طبقوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ حضور ﷺ کا وجود مبارک کائنات کو روشن کرنے والا سورج تھا جس سے کائنات کے ہر ذرے نے فائدہ اٹھایا، یا بارش برسانے والا ایسا بادل تھا جو ہر جگہ برسا اور اس سے زمین کا ہر ٹکڑا اپنی صلاحیت کے مطابق سیراب ہوا اور کائنات خوب صورت ہو گئی۔ اگرچہ انسانوں میں مزاجوں کا اختلاف ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ مسلمان ایک خدا، ایک قرآن، ایک رسول اور ایک قبلہ کو مانتے تھے اور سبھی کے پیش نظر اللہ اور رسول کے نام کی سر بلندی تھی۔ غرض رسول اکرم ﷺ کی جامع شخصیت ہی آخری، دائمی اور عالم گیر راہ نما قرار پائی۔ ارشاد بانی ہے: ”آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (رسول اللہ ﷺ) اتباع کرو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔“ (خطبات مدراس)

پیرا گراف کی تشریح

اقتباس: ”خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے، لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور عملی مجسمے کی پیروی اور اتباع کو خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کا ذریعہ بتایا ہے۔“

حوالہ متقن:- سبق کا عنوان: اسوۂ حسنہ ﷺ
مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی مدظلہ

سیاق و سباق:

تمام مذاہب نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اہل بننے کے لیے اس مذہب کے بانی کی عمدہ نصیحتوں پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ جب کہ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے عملی مجسمے کی پیروی کو اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ دنیا کی بنیاد اختلافِ عمل پر ہے۔ انسان کے جسمانی اور ذہنی اعمال بھی مختلف ہیں۔ انسان جس سماجی حیثیت سے تعلق رکھتا ہو، اسے جسمانی افعال اور ذہنی اعمال کے لیے ایک عملی نمونے کی ضرورت پڑتی ہے جو حضور ﷺ کی سیرت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات میں وہ اوصاف جمع کر دیے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات اس اصناف و انواع سے بھری دنیا کی عالم گیر اور دائمی راہ نمائی کا فریضہ سرانجام دے سکتی ہے۔ آپ ﷺ کی مثال سورج یا بادل کی طرح ہے کہ آپ ﷺ سے ہر ایک نے فائدہ اٹھایا۔ اسی لیے اللہ نے اپنی محبت کو اطاعتِ نبوی ﷺ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔

تشریح:

سید سلیمان ندوی مدظلہ مشہور محقق، مورخ، عالم دین اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ 1925ء میں انھوں نے جامعہ مدراس کی مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن کی دعوت پر خطبات دیے۔ شاملِ نصاب سبق ان کے پانچویں خطبے سے ماخوذ ہے۔ اصل کتاب میں اس کا عنوان ”جامعیت“ ہے۔ زیر تشریح نثر پارے میں مصنف نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالی ہے۔ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا ہے تین موضوعات ہمیشہ اس کے سامنے موجود رہے ہیں۔

(i) اپنی ذات (ii) کائنات (iii) ان سب کا پیدا کرنے والا

انسان کی یہ آرزو رہی ہے کہ وہ اپنے خالق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانے تاکہ وہ اس کی قربت حاصل کرے اور اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائے۔ دنیا میں جتنے بھی مذاہب موجود ہیں سب نے اس کا ایک ہی طریقہ بتایا ہے کہ اس مذہب کی بنیاد رکھنے والے

کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا جائے۔ اس نے جو تعلیمات پہنچائی ہیں انھیں اپنی زندگی میں برتنا جائے۔ تو انسان اللہ کی محبت کا حق دار بن جاتا ہے لیکن اسلام نے اس سے بہتر طریقہ پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور ﷺ کی سیرت، آپ کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

”اے رسول ﷺ! ان سے کہ دیجیے کہ اگر تمہیں خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو

میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا“

کسی تصور، فکریا نظریے کو جب عملی جامہ پہنایا جاتا ہے تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اصولی اعتبار سے بہت سی باتیں ممکن نظر آ رہی ہوتی ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے بڑی آسانی سے ان پر عمل بھی کیا جاسکتا ہے لیکن علم جب عمل کے مرحلے میں داخل ہوتا ہے تو واقعیت کی سنگینی کا پتا چلتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ کسی بات پر عمل نہ کرنا چاہتے ہوں تو ان کے پاس یہ عذر موجود ہوتا ہے کہ کوئی بات کہہ دینا آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ فطری سہل پسندی کئی بہانے تراش دیتی ہے۔ اسلام نے اس رویے کا سدباب کرنے کے لیے حضور ﷺ کی عملی زندگی سب کے سامنے رکھ دی کہ دیکھ لو اس طرح زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ ایک معاشرے میں رہتے ہوئے عام آدمی کی طرح زندگی کی سرگرمیوں کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے۔ ہر انسان کو مختلف معاملات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، یعنی انسان کو کیسے گفتگو کرنا چاہیے، کیسے کھانا کھانا چاہیے، کیسے پانی پینا چاہیے، بچوں سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے، گھریلو زندگی کی ذمہ داریاں کیسے نبھانا چاہئیں، اپنوں سے کیسے برتاؤ کرنا چاہیے، بیگانوں سے کیا سلوک کرنا چاہیے، جنگ ہو رہی ہو تو کیسا رویہ ہونا چاہیے، امن ہو تو کیسے رہنا چاہیے، اقتدار حاصل ہو تو اس کا استعمال کیسے کرنا چاہیے، خوشی ہو تو کیسے منانا چاہیے، دکھ ہو تو اس کا اظہار کس طرح کرنا چاہیے، سوالی آجائے تو اس کے ساتھ کیسے پیش آنا چاہیے۔ یہ سب کچھ حضور ختمی مرتبت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کر کے دکھایا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے۔“

ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت چاہتا ہے اسلام نے اس کا یہ طریقہ بتایا کہ حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عزیز ہو جائے اللہ کی محبت اسے حاصل ہو جائے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کرے۔ اور جب ایک عملی نمونہ سامنے موجود ہو تو زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔ انسان اپنی ساری عقل و دانش کے باوجود خدا کی احکام اور الہامی ہدایت کا محتاج رہا ہے خدائی احکام اور الہامی ہدایت زمین پر عملی صورت میں صرف انبیاء اور رسل کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔ ہر نبی اور رسول اپنے زمانے اور اپنی قوم کے لیے ایک نمونہ ہوتا ہے اگر قوم اس کی پیروی کرتی ہے تو ہدایت یافتہ ہو جاتی ہے۔ ان کے عقائد اور اعمال کے نتائج ان کے حق میں خوش بختی بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔ زندگی کی حقیقت اور اس کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری ہے کہ ایک ایسا نمونہ عمل سامنے ہو جس کی اتباع اور پیروی دنیا اور آخرت کی ساری فلاح اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور بجا طور پر اللہ نے قرآن حکیم میں یہ احسان جتایا بھی ہے۔ کہ اُس نے رہتی دنیا تک انسانوں کی ہدایت کے لیے اس کائنات کی سب سے معصوم، مبارک، کامل اور جامع ہستی کو آخری رسول بنا کر بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں زندگی کے ہر اُس مسئلے کا جواب اور حل عملی صورت میں موجود ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر پیش آسکتا ہے۔ یہ دعویٰ اپنی جگہ اٹل اور ناقابل تردید ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہی ہماری دنیاوی زندگی کی کامیابی اور آخرت کی فلاح کے لیے بہترین نمونہ عمل ہیں۔ چنانچہ قرآن کا یہ دعویٰ ہر ذی شعور کو دعوتِ ایمان دے رہا ہے کہ اگر تم اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اپنا ہادی اور رہنما بنا لو اور یاد رکھو خدا کی نظر میں محبوب ہونے کا بھی صرف یہی ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

اقتباس: ”محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا وجود مبارک ایک آفتاب عالم تاب تھا جس سے اونچے پہاڑ، ریتلے میدان، بہتی نہریں، سرسبز کھیت، اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تابش اور نور حاصل کرتے تھے یا ابر باراں تھا، جو پہاڑ اور جنگل، میدان اور کھیت، ریگستان اور باغ ہر جگہ برستا تھا اور ہر ٹکڑا اپنی اپنی استعداد کے مطابق سیراب ہو رہا تھا، قسم قسم کے درخت اور رنگارنگ پھول اور پتے جم رہے تھے اور آگ رہے تھے۔

(بورڈ 2011)

حوالہ متن:- سبق کا عنوان: اسوۂ حسنہ ﷺ
مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی مدظلہ

سیاق و سباق: اس اقتباس کی تشریح کے لیے بھی پیچھے دیا ہوا سیاق و سباق موزوں ہے۔

تشریح: سید سلیمان ندوی مدظلہ مشہور محقق، مورخ، عالم دین اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ 1925ء میں انھوں نے جامعہ مدراس کی مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن کی دعوت پر خطبات دیے۔ شامل نصاب سبق ان کے پانچویں خطبے سے ماخوذ ہے۔ اصل کتاب میں اس کا عنوان ”جامعیت“ ہے۔ زیر تشریح نثر پارے میں مصنف نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالی ہے۔

حضور ﷺ ختمی مرتبت کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی ہستی بلا تخصیص سب کے لیے سراپا لطف و عنایات ہے۔ آپ ﷺ کی مثال چمکتے ہوئے سورج کی طرح ہے کہ جو چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ اپنی روشنی اور حرارت اس تک پہنچنے سے روکتا نہیں ہے لیکن جہاں یہ روشنی اور حرارت پہنچتی ہے وہاں موجود اشیا میں اس روشنی اور حرارت سے استفادہ کرنے کی صلاحیت مختلف ہو سکتی ہے۔ سورج کی روشنی فصلوں پر پڑے تو انھیں نپکنے میں مدد دیتی ہے۔ درختوں میں ضیائی تالیف کا سبب بنتی ہے۔ دریاؤں اور سمندروں پر پڑے تو پانی کو بخارات میں تبدیل کرتی ہے جو بادلوں کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ ریگستان پر سورج کی شعاعیں پڑیں تو ریت کے گرم ہونے سے ہوا کا دباؤ بدلتا ہے جو موسموں کی تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ سورج کی یہ روشنی پھولوں کے کھلنے کا باعث بنتی ہے۔ مصنف کے موقف کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے وجود کی مثال ایک سورج کی طرح ہے کہ آپ ﷺ سے ہر کسی نے فائدہ اٹھایا۔

سورج ایک ہے اس کی کرنیں ایک جیسی ہیں لیکن یہ روشنی یہ حرارت مختلف صلاحیتیں رکھنے والی چیزوں تک پہنچتی ہے تو اس کے اثرات مختلف ہوتے ہیں کیوں کہ ہر شے کی صلاحیت مختلف ہے۔ سید سلیمان ندوی دوسری مثال بارش برسانے والے بادل کی دیتے ہیں۔ جس طرح بارش برستی ہے تو وہ مختلف چیزوں تک پہنچنے میں بجل سے کام نہیں لیتی۔ وہ پہاڑوں پر بھی برستی ہے جو پانی اپنے پاس روک نہیں لیتے بلکہ ندی نالوں کی صورت میں میدانی علاقوں کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ بارش سرسبز میدانوں پر بھی پڑتی ہے جہاں مختلف طرح کی روئیدگی ہوتی ہے۔ یہ بارش دریاؤں پر بھی برستی ہے جہاں یہ طغیانیوں کا باعث بھی بنتی ہے اور زمین کی سیرابی کا وسیلہ بھی بنتی ہے اور یہی بارش جب ریتلے میدانوں پر برستی ہے تو جلتی ریت کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ گویا ایک ہی مظہر جب وقوع پذیر ہوتا ہے تو اس کے اثرات کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ دوسری جانب مستفید ہونے والی جو چیز موجود ہے اس کی کیا صلاحیتیں ہیں۔

حضور ﷺ کی عنایات ساری دنیا کے لیے ہیں۔ ہر فرد اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے حضور ﷺ کی ہستی سے استفادہ کر رہا تھا جس طرح بارش برسنے کے بعد رنگارنگ پھول کھل اٹھتے ہیں۔ سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی سیرت سے استفادہ کر کے کوئی سلمان فارسی بن رہا تھا تو کوئی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کوئی حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کوئی صہیب رضی اللہ عنہ اگر ایک طرف بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے تو دوسری طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہر کوئی اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اپنے دامن میں رحمتیں سمیٹنے میں مصروف تھا۔ جس میں جتنی استعداد تھی اسی نسبت سے اپنے کردار و اعمال کو بہتر بنانے میں مصروف تھا۔

دنیا کے بعض اپنے تئیں دانش ور کہلانے والوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے نتائج پر یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ آپ کے اس قدر مؤثر انداز تبلیغ کے باوجود آپ کے تمام مخاطب ایمان کیوں نہ لائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج ساری دنیا پر برابر چمکتا ہے۔ مگر کچھ گوشے پھر بھی تاریک رہتے ہیں۔ اس میں قصور سورج کا نہیں ہے اس کی روشنی ساری دنیا کے لیے برابر ہے، اس کا فیض سب کے لیے عام ہے۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ کے مؤثر انداز تبلیغ کے باوجود کوئی محروم رہا ہے۔ تو یہ اُس کی کم ظرفی اور کوتاہی ہے۔ اسی طرح بادل کی مثال سے بھی یہ نکتہ سمجھا جاسکتا ہے۔ بادل بھی مساوات کا قائل ہے اور تمام چیزوں پر برابر برستا ہے لیکن زمین پر نتائج مختلف نکلتے ہیں۔ زرخیز زمین بارش کے اسی پانی سے خوب فصل اگاتی ہے جب کہ بخر زمین پر اس پانی کا کوئی اثر نہیں ہوتا جب کہ کسی جگہ کوڑا کرکٹ پڑا ہو تو وہ جگہ متعفن ہو جاتی ہے۔ ایک بارش کے اس قدر مختلف اثرات محض بارش کا نتیجہ نہیں درحقیقت زمین کے مختلف ٹکڑوں کی خصوصیت کے اعتبار سے نتائج نکلتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ ایک برستے ہوئے مہربان اور سخی بادل کی طرح ہیں جو تمام انسانیت پر اپنی رحمت کی بارش برابر برساتے رہے۔ مختلف انسانی گروہ اور مختلف انسانی مزاج اس بارش سے کس طرح فیض یاب ہوئے یہ اس انسانی مزاج کی نوعیت پر منحصر ہے۔ سرورِ عالم ﷺ کی تبلیغ کا اثر قبول کرنے والے اپنی اپنی بساط کے مطابق فیض یاب ہوئے یا محروم رہے۔

اقتباس: علاوہ ازیں وہ افعال جن کا تعلق دل و دماغ سے ہے اور جن کی تعبیر ہم اعمالِ قلب یا جذبات اور احساسات سے کرتے ہیں۔ ہر آن ہم ایک نئے قلبی عمل، جذبے یا احساس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہم کبھی راضی ہیں، کبھی ناراض کبھی خوش ہیں، کبھی غم زدہ، کبھی مصائب سے دوچار ہیں اور کبھی نعمتوں سے مالا مال، کبھی ناکام ہوتے ہیں اور کبھی کامیاب، ان سب حالتوں میں ہم مختلف جذبات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اخلاقِ فاضلہ کا تمام تر انحصار انھی جذبات اور احساسات کے اعتدال اور باقاعدگی پر ہے، ان سب کے لیے ہم کو ایک عملی سیرت کی حاجت ہے۔

(بورڈ 2007)

حوالہ متن:- سبق کا عنوان: اسوۂ حسنہ ﷺ
مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی مدظلہ

سیاق و سباق: اس اقتباس کی تشریح کے لیے بھی پیچھے دیا ہوا سیاق و سباق موزوں ہے۔
تشریح: سید سلیمان ندوی مدظلہ مشہور محقق، مورخ، عالمِ دین اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ 1925ء میں انھوں نے جامعہ مدراس کی مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن کی دعوت پر خطبات دیے۔ شاملِ نصاب سبق ان کے پانچویں خطبے سے ماخوذ ہے۔ اصل کتاب میں اس کا عنوان ”جامعیت“ ہے۔ زیرِ تشریح نثر پارے میں مصنف نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالی ہے۔ ہر انسان کو اپنی عملی زندگی میں مختلف حالات و واقعات، جذبات و احساسات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چناں چہ ایک ہی انسان مختلف اوقات میں مختلف رویوں کا اظہار کرتا ہے۔ ہمارے تمام افعال دل و دماغ کے احکامات کے تابع ہوتے ہیں۔ یعنی ہمارے ہر عمل کا محرک کوئی دلی جذبہ یا دماغی احساس ہوتا ہے۔ دل کے احساس کے تابع ہمارے افعال اعمالِ قلب کہلاتے ہیں اور دماغی محرک کے تحت سرانجام پانے والے افعال شعوری افعال کہلاتے ہیں جو اندرونی یا بیرونی عوامل سے متاثر ہو کر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

ہم زندگی میں مختلف لوگوں سے ملتے ہیں۔ اس باہمی تعلق کے نتیجے میں لوگوں پر اثرات مرتب بھی کرتے ہیں اور ان سے اثرات قبول بھی کرتے ہیں۔ چوں کہ ہمارا واسطہ مختلف انواع کے لوگوں سے پڑتا ہے اس لیے ہمارے اعمال اور ردِ عمل بھی یکساں نہیں رہتے اور ہم اکثر مختلف کیفیات کا شکار رہتے ہیں۔ ہمارے جذبات و احساسات حالات و واقعات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ہم کبھی دوسروں کے افعال کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور کبھی انتہائی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض کیفیات ہمیں خوشی سے ہم کنار کر

دیتی ہیں اور بعض واقعات غم زدہ کر دیتے ہیں۔ ہم کبھی زندگی میں مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں اور کبھی نہایت آسودگی سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ عملی زندگی میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی ہماری کوششیں کبھی تو ہمیں کامیابی سے نوازتی ہیں اور کبھی ناکامی اور نامرادی ہمارا مقدر بن جاتی ہے۔ ان تمام مختلف اور متضاد مواقع پر ہمارا ردِ عمل بھی یقینی طور پر نہایت مختلف ہوتا ہے جس کا اظہار ہم جذباتی طور پر کرتے ہیں۔ انہی متضاد انسانی رویوں کو معاشرتی حالات و واقعات سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے معاشرہ کچھ قوانین وضع کرتا ہے جنہیں اخلاقیات کہا جاتا ہے۔ تاہم انسان اور معاشرے کے بنائے ہوئے اخلاقی قوانین کو غلطیوں سے مُبرا قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ انسان تمام ممکنات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ لہذا روحانی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہمیں مذہب کی راہ نمائی درکار ہوتی ہے اور مذہب کے مطابق اچھے اور عمدہ اخلاقیات کا دار و مدار میانہ روی یعنی جذبات کے معتدل اور باقاعدہ ہونے پر ہے۔ ان عمدہ اخلاقیات کا وہ نمونہ جو سب کے لیے قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہو، صرف اور صرف پیغمبر خدا کی شکل میں ہی مل سکتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی نمونہ تمام انسانوں کی تمام حیثیتوں کے لیے قابلِ فہم اور قابلِ عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ ارشادِ باری ہے:

”بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔“

اقتباس: ”ایسی کامل و جامع ہستی جو اپنی زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر صنفِ انسانی کے لیے ہدایت کی مثالیں اور نظریں رکھتی ہو، وہی اس لائق ہے جو اس اصناف و انواع سے بھری ہوئی دنیا کی عالم گیر اور دائمی راہ نمائی کا کام سرانجام دے، جو غیظ و غضب اور رحم و کرم، جو دوسخا اور فقر و فاقہ، شجاعت و بہادری اور رحم دلی، رقیق القلبی، دنیا اور دین دونوں کے لیے ہمیں اپنی زندگی کے نمونوں سے بہرہ مند کر دے، جو دنیا کی بادشاہی کے ساتھ آسمان کی بادشاہی اور اس آسمان کی بادشاہی کے ساتھ دنیا کی بادشاہی کی بھی بشارت دے اور دونوں بادشاہیوں کے قواعد و قوانین اور دستور العمل کو اپنی زندگی میں برت کر دکھادے۔“

(قری علم بورڈ 2009)

حوالہ متن: سبق کا عنوان: اسوۂ حسنہ ﷺ

مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی مدظلہ

سیاق و سباق: اس اقتباس کی تشریح کے لیے بھی پیچھے دیا ہوا سیاق و سباق موزوں ہے۔

تشریح: سید سلیمان ندوی مدظلہ مشہور محقق، مورخ، عالمِ دین اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ 1925ء میں انھوں نے جامعہ مدراس کی مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن کی دعوت پر خطبات دیے۔ شاملِ نصاب سبق ان کے پانچویں خطبے سے ماخوذ ہے۔ اصل کتاب میں اس کا عنوان ”جامعیت“ ہے۔ زیرِ تشریح شریارے میں مصنف نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالی ہے۔

الہامی مذاہب کے پیروکار تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کا تعلق کسی ایک خاص نسل، قوم، قبیلے، رنگ یا مملکت سے نہیں اس حقیقت سے بھی انکار کیا جانا ناممکن ہے کہ موسم، آب و ہوا، جغرافیائی حالات اور زمینی ساخت میں فرق کی وجہ سے ہر خطہ کا طرزِ زندگی اور طابِ ہری ضروریات کے ساتھ ساتھ ان کی سوچ اور افکار میں بہت زیادہ فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی مختلف اندرونی اور بیرونی عوامل کی وجہ سے ہر علاقہ کا رہن سہن، روایات اور اقدار کے ساتھ ساتھ عملی رویے بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت سے پہلے ہر قوم اور قبیلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ انبیاء مبعوث فرمائے جو کہ اپنی مخصوص علاقائی ضروریات اور علاقہ کے لوگوں کی مخصوص ذہنیت کے پیش نظر انھیں احکاماتِ الہی سے روشناس کراتے رہے۔ اس علاقائی اندازِ تبلیغ کی وجہ سے حق کے متلاشی لوگوں کو دین سمجھنے میں آسانی رہتی۔ تاہم ایک نبی کے انتقال کے بعد لوگ یا تو اُن کی تعلیمات کو بھلا دیتے یا حسبِ ضرورت اُن میں تبدیلی کر کے دین کی اصل شکل کو بالکل ہی بگاڑ کر رکھ دیتے۔ ایسی شکل میں اللہ تعالیٰ کرم فرماتے ہوئے ایک نئے نبی یا رسول کو مبعوث فرمادیتے جو یا تو دینِ اصلی شکل میں بحال کر دیتے یا پھر سابقہ شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت نافذ کر دیتے۔ اس وقت تک انسانی ذہن ارتقا کی اس منزل کو نہیں پہنچا تھا کہ ایک عالم گیر دین لایا جاتا جو سب کو اپنے اعمال کے

لیے عملی روشنی میسر کرتا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب انسانی شعور ارتقا کی منازل طے کرتا ہوا جب اپنی ترقی یافتہ شکل میں پہنچا تو نبی پاک ﷺ کی شکل میں ایک حتمی اور عالم گیر دین بنی نوع انسانیت کو مرحمت فرمادیا گیا۔ ایک ایسا دین جو محض چند عادات کا مجموعہ ہی نہ ہو بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہو اور جو ہر انسانی حالات میں اُس کی راہ نمائی کا فریضہ سرانجام دے۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ہی ہستی ہے جو کسی مخصوص علاقے یا قوم کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے راہ نمائین کے آئے۔

ایک ہی انسان مختلف اوقات میں مختلف رویوں کا اظہار کر رہا ہوتا ہے وہ کسی پر تو اپنا غضب ڈھا رہا ہوتا ہے اور کسی سے لطف و کرم کا سلوک کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی توفیقہ کشی کا شکار ہوتا ہے اور کبھی سخاوت کے دریا بہا رہا ہوتا ہے۔ وہ کبھی تو بہادری کی نئی داستانیں رقم کر کے دادِ شجاعت وصول کر رہا ہوتا ہے اور کبھی دوسروں کے دکھ درد بانٹ رہا ہوتا ہے۔ ان تمام حالتوں، عملوں اور جذباتوں کے لیے حضور ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

آفاقی مذہب کے پیغمبر میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہونی چاہئیں کہ وہ نہ صرف دنیا میں کامیابی کا عملی نمونہ سب کے سامنے پیش کرے بلکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیابی کی ضمانت ہو اور وہ عملی نمونہ جس سے ہر شخص اپنی اہلیت اور استطاعت کے مطابق بہرہ مند ہو سکے۔ وہ یقیناً دنیا کے بہترین عملی انسان ہیں جن کی تقلید کر کے ہم دنیا اور آخرت کی ساری کامیابیاں سمیٹ سکتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے: ”بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔“

اقتباس: ہم چلتے پھرتے بھی ہیں، اٹھتے بیٹھتے بھی، کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے جاگتے بھی، ہنستے بھی ہیں روتے بھی، پہنتے بھی ہیں اتارتے بھی، سیکھتے بھی ہیں سکھاتے بھی، مرتے بھی ہیں مارتے بھی، کھاتے بھی ہیں اور کھلاتے بھی، احسان لیتے بھی ہیں اور کرتے بھی ہیں، اپنی جان دیتے بھی ہیں اور بچاتے بھی، عبادت و دعا بھی کرتے ہیں اور کاروبار بھی، مہمان بھی بنتے ہیں اور میزبان بھی۔ ہمیں ان تمام امور جو ہمارے افعالِ جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں، کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے جو ہر نئی حالت کے پیش آنے میں ایک نئی ہدایت کا سبق اور نئی رہنمائی کا درس دے۔

(بورڈ 2022)

حوالہ متن:- سبق کا عنوان: اسوۂ حسنہ ﷺ مصنف کا نام: سید سلیمان ندوی

سیاق و سباق: اس اقتباس کی تشریح کے لیے بھی پیچھے دیا ہوا سیاق و سباق موزوں ہے۔

تشریح: زیر تشریح اقتباس میں مصنف رسول کریم ﷺ کے اسوۂ کامل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ تمام افعالِ جسمانی کے لیے رشد و ہدایت کا منبع ہے۔ ہم انسان مختلف جسمانی حالتوں میں مختلف اوقات میں ہوتے ہیں۔ مختلف جذباتی کیفیات میں ہوتے ہیں۔ مختلف امور سرانجام دیتے ہیں۔ ان تمام امور کے لیے ہمیں عملی نمونے کی ضرورت ہے جو سیرت طیبہ میں ہے۔ ہم مختلف جسمانی حالتوں میں کبھی سوتے ہیں کبھی جاگتے ہیں۔ کبھی قیام کرتے ہیں کبھی سفر کرتے ہیں۔ کبھی چلتے پھرتے ہیں کبھی آرام کرتے ہیں۔ کبھی اٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں۔ کبھی کھاتے ہیں۔ کبھی پیتے ہیں۔ کبھی پہنتے ہیں۔ کبھی اتارتے ہیں۔ خود علم حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں راہِ حق میں جہاد بھی کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور مہمان بھی بنتے ہیں۔ کسی سے مدد لیتے ہیں اور مدد کرتے بھی ہیں۔ خوشی ملے تو ہنستے ہیں اور غم ملے تو روتے بھی ہیں۔ خدائے واحد کی عبادت و ریاضت بھی کرتے ہیں اور تجارت بھی کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو بہترین انداز میں کیسے سرانجام دیا جائے۔ کس طرح کا طرزِ عمل اپنایا جائے کہ لائقِ تحسین بھی ہو اور منظورِ خدا بھی ہو۔ اس کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہے جو نبی اکرم ﷺ کی

ذات میں موجود ہے۔ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا کامیاب ہوگا۔ ”اور تم سب کے لیے رسول ﷺ کی زندگی میں کامل نمونہ موجود ہے“

انسان ہمیشہ ایک ہی جسمانی حالت میں نہیں رہتا۔ وہ مختلف جسمانی کیفیات سے دوچار ہوتا ہے۔ اسے اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، رونا، ہنسنا، سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ان افعال جسمانی میں کیا طریقہ اپنایا جائے۔ کس طرح یہ سب عوامل سرانجام دیے جائیں اس کے لیے عملی تربیت و ہدایت کی ضرورت ہے۔ یہ سب راہنمائی رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں موجود ہے۔ جو پیروی کرے گا سنور جائے گا۔

مندرجہ بالا تمام امور جو ہمارے مختلف افعال جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں عملی نمونے کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر نئی حالت کے پیش آنے میں ایک نئی راہنمائی کا درس دے۔ انسان جو عمل بھی کرتا ہے اگر سیکھ کر کسی کامل نمونے کی پیروی سے سرانجام دے تو بہترین ہوتا ہے۔ کوئی انسان دنیا میں اپنے ساتھ یہ تجربات لے کر نہیں آتا۔ وہ دنیا میں ہی سیکھتا ہے۔ اللہ نے انسانوں کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پیغمبر محمد ﷺ بھیجے۔ نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات میں زندگی کے ہر شعبے کے ہر فرد کے لیے کامل راہنمائی کا خزانہ موجود ہے۔ ہمیں مختلف جسمانی حالتوں میں کس طرح کا طرز عمل اپنانا چاہیے۔ اس کے لیے بہترین درس نبی ﷺ کی سیرت میں ہے۔ کیوں کہ آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین درجے پہ فائز ہیں۔ آپ قرآن کی عملی تصویر و تفسیر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہ آپ کے اخلاق تھے۔“

کثیر الانتخابی سوالات

1- سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:

- (A) 1874ء (B) 1884ء (C) 1894ء (D) 1904ء

2- سبق اسوۂ حسنہ ﷺ لیا گیا ہے:

- (A) خطبات لاہور سے (B) رحمۃ للعالمین ﷺ سے (C) خطبات مدراس سے (D) اسوۂ حسنہ ﷺ سے

3- سنت کے لغوی معنی ہیں:

- (A) طریقہ (B) راستہ (C) اندازہ (D) خبر

4- آپ ﷺ کا عملی نمونہ جس کی تصاویر بہ صورت الفاظ درج ہیں:

- (A) قرآن میں (B) احادیث میں (C) تاریخ میں (D) کتاب میں

5- ایک مسلمان کی کامیابی اور تکمیل روحانی کے لیے ضروری ہے:

- (A) قرآن (B) اسلاف (C) سنت نبوی ﷺ (D) اسوۂ انبیاء

6- اس دنیا کی بنیاد ہے:

- (A) ذاتی عمل پر (B) اختلاف عمل پر (C) جذبات پر (D) سنت نبوی ﷺ پر

7- یہ دنیا چل رہی ہے:

- (A) باہمی تعاون سے (B) باہمی اتحاد سے (C) باہمی انتشار سے (D) بڑی حکومتوں سے

8- آپ ﷺ کی زندگی مختلف مناظر کا:

(A) آئینہ ہے (B) گلدستہ ہے (C) تحفہ ہے (D) معجزہ ہے

9- اخلاقِ فاضلہ کا تمام تراخضار ہے:

(A) جذبات کے اعتدال اور باقاعدگی پر (B) افعالِ جسمانی کے اعتدال اور باقاعدگی پر

(C) جذبات کی باقاعدگی پر (D) اختلافِ عمل پر

10- بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کروا کر تم ہو:

(A) بادشاہ (B) امیر (C) حاکم (D) دولت مند

11- مدنیہ کے مہمان کی کیفیت سنو اگر:

(A) امیر ہو (B) غریب ہو (C) دولت مند ہو (D) اُستاد ہو۔

12- سلطانِ عرب کا حال پڑھو اگر ہو:

(A) سردار (B) بادشاہ (C) حاکم (D) سالار

13- قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو اگر ہو:

(A) شاگرد (B) غلام (C) رعایا (D) قوم

14- روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ اگر:

(A) اُستاد ہو (B) شاگرد ہو (C) مسلمان ہو (D) رعایا ہو۔

15- سفری کاروبار والے کے لیے زندگی مثال ہے:

(A) مکے کے سالار کی (B) بھرے کے سالار کی (C) مدینے کے سالار کی (D) شام کے سالار کی

16- حجرِ اسود نصب کیا جا رہا تھا:

(A) مسجد نبوی میں (B) کعبے کے کونے میں (C) آپ ﷺ کے گھر میں (D) مسجد قبائیں

17- آپ ﷺ کا وجود مبارک ایک آفتاب تھا: (بورڈ 2017ء)

(A) عالم تاب (B) عالم چاند (C) عالم نور (D) عالم روشن

18- آپ ﷺ کا فیضانِ حق سب میں تقسیم ہو رہا تھا:

(A) یکساں (B) غیر مساوی (C) برابر (D) الف، ج دونوں

19- فاتحِ مکہ کا نظارہ کروا کر تم:

(A) دشمنوں اور مخالفوں کو شکست دے چکے ہو (B) دشمنوں کو کم زور بنا چکے ہو

(ج) مخالفوں کو زیر بنا چکے ہو (D) دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کم زور بنا چکے ہو

20- کتاب سے مراد ہے:

(A) قرآن/خدا کے احکام (B) حدیث (C) آبِ حیات (D) سرمایہ اردو

- 21- خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے اسلام نے:
- (A) احکام الہی سب کے سامنے رکھ دیے ہیں (B) انبیاء کی حیات سب کے سامنے رکھ دی ہے
- (C) اپنے پیغمبر کا عملی نمونہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے (D) خلفائے راشدین کا اسوہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے
- 22- اگر تمہیں خدا کی محبت کا دعویٰ ہے آؤ میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے کرے گا:
- (A) پیار (B) محبت (C) وفا (D) خلوص
- 23- اسلام میں کتنی چیزیں ہیں؟
- (A) تین (B) دو (C) چار (D) پانچ
- 24- خدا کی محبت کا اہل بننے کے لیے دیگر مذاہب نے عمل ضروری قرار دیا:
- (A) بانی کی نصیحت پر (B) عملی مجسمے کی پیروی پر (C) کتاب پر (D) سنت پر
- 25- اگر تم استاد اور معلم ہو تو دیکھو:
- (A) معرکہ احد کو (B) قریش کے محکوم کو (C) فاتح مکہ کو (D) صفحہ کی درس گاہ کے معلم کو
- (بورڈ 2016ء)
- 26- سیرت طیبہ میں کس کے لیے نصیحت پذیری ہے:
- (A) معلموں کے لیے (B) واعظوں کے لیے (C) ہر طبقے کے لیے (D) غریبوں کے لیے
- (بورڈ 2018ء)
- 27- سبق اسوۂ حسنہ ﷺ کے مصنف کا نام ہے:
- (A) سر سید احمد خاں (B) شبلی نعمانی (C) سید سلیمان ندوی (D) الطاف حسین حالی
- (مردہ اٹلیہ)
- 28- سید سلیمان ندوی فوت ہوئے:
- (A) 1943ء (B) 1953ء (C) 1963ء (D) 1973ء

جوابات

B	-6	C	-5	B	-4	B	-3	C	-2	B	-1
B	-12	B	-11	D	10	A	-9	B	-8	A	-7
D	-18	A	17	B	-16	B	-15	B	-14	C	-13
A	-24	B	23	B	-22	C	-21	A	20	D	-19
				B	-28	C	-27	C	-26	D	-25